سوال

(391)عاشوراء کا روزہ کس تاریخ کو ہوگا ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(1) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فتویٰ مسلم شریف میں موجود ہے کہ عاشوراء کا روزہ ۹تاریخ کا ہے ۔ (صحیح مسلم ۔کتاب الصیام ۔باب صوم یوم عاشوراء)جبکہ ترمذی شریف میں انہی کا ایک فتویٰ موجود ہے کہ تم ۹ ۔ ۱۰ کا روزہ رکھو اب مسلم کے راوی بھی ابن عباس ہی ہیں اور خود ہی فرما رہے ہیں کہ ۹ اور ۱۰ کا روزہ رکھو یہ بات کہاں تک درست ہے ؟

(2) اگر ہم اسی بات سے ۱۰ کے روزے کو منسوخ کرکے ۹ میں تبدیل کریں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں آئندہ سال زندہ رہا تو ۹ کا ضرور روزہ رکھوں گا اسی طرح تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آئندہ سال زندہ رہا تو حج تمتع کروں گا تو اس سے دوسرے حج منسوخ ہوجائیں گے ۔

(3) مسند احمد میں حدیث ہے کہ عاشورہ کے ایک دن بعد کا یا پہلے کا روزہ رکھو (اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے) لیکن جو دو روزوں کی دلیل لیتے ہیں اس کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا روزہ نہ رکھو یا تو پہلے رکھو یا جمعہ کے بعد والے دن رکھو اب اس میں کیا جمعہ کا روزہ رکھنا ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

(1) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نو والا فتویٰ مرفوع حدیث کے موافق ہے بلکہ صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ اس بات میں نص صریح ہیں کہ انہوں نے نو والا فتویٰ حدیث مرفوع کی بنیاد پر دیا ہے جبکہ ان کے نو اور دس والے فتویٰ کی پشت پر کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ ان کا یہ فتویٰ نو والی حدیث نبوی ﷺ کے خلاف ہے لہٰذا ان کا نو والا فتویٰ ہی راجح ہے ۔

نیز نو والا فتویٰ صحیح مسلم میں ہے اور نو اور دس والا فتویٰ مصنف عبدالرزاق میں ہے اور محدثین نے اصول حدیث میں وجوہ ترجیحات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث کو بوقت تعارض دوسری کتب کی احادیث پر ترجیح ہوگی'' اس لیے ان کا نو والا فتویٰ راجح ہے ۔

نیز نو والے فتویٰ کے علاوہ جتنے فتوے ہیں وہ نو والی صحیح مرفوع حدیث کے مخالف ہیں جب کسی کا فتویٰ مرفوع حدیث کے خلاف آجائے خواہ وہ اس حدیث کے راوی ہی کا کیوں نہ ہو تو عمل مرفوع حدیث پر کیا جائے گا نہ کہ فتویٰ پر «فَإِنَّهُ لَا حُجَّةَ لِأَحَدٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ» اس موضوع پر ارشاد الفحول میں بہت اچھی بحث کی گئی ہے اس کا مطالعہ فرمالیں ۔

(2) اس مقام پر دو فرق ہیں ۔ پہلا فرق : رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کوئی حج مفرد کررہا ہے ، کوئی تمتع اور کوئی قران ادھر ایسا نہیں ہے کہ کسی نے دس کا روزہ رکھا ہوا اور کسی

نے نو کا اور ایسا بھی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے فرما رکھا ہو دس کا روزہ رکھو خواہ نو کا روزہ رکھو۔

دوسرا فرق : احادیث میں ذکر ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا یہ تمتع (یاد رہے تمتع اس جگہ عام ہے قران کو بھی شامل ہے جیسا کہ آیت کریمہ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ میں عام ہے صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے ہے تو آپ ﷺ نے قران کو بھی ہمیشہ کے لیے قرار دیا ہے اس لیے آئندہ تمتع کرنے سے وہ منسوخ نہیں جبکہ ادھر آپ ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا صوم عاشوراء ہمیشہ دس تاریخ کو ہو گا لہذا آئندہ سال نو والی حدیث کو آئندہ سال تمتع والی حدیث پر قیاس کرنا درست نہیں ۔

(3) مسند احمد والی حدیث آپ خود اعتراف فرما رہے ہیں ضعیف ہے تو اس کو زیر بحث لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے پھر جمعہ کے روزے کے متعلق صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث سے آپ ﷺ کی حدیث کے الفاظ سامنے رکھ لیں اور مسند احمد والی اس ضعیف کے الفاظ بھی سامنے رکھ لیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ جمعہ کا روزہ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ ساتھ ملا کر رکھنا درست ہے ۔ البتہ اکیلا جمعہ کا روزہ رکھنا منع ہے اور مسند احمد والی روایت ضعیفہ میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو دس کے روزے کو نو یا گیارہ کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتا ہو ہاں شارحین اپنی طرف سے لکھتے ہیں ''أي معه'' یا ''يعني معه'' انصاف شرط ہے لہذا یہ قیاس بھی درست نہیں ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

احکام و مسائل

روزوں کے مسائل ج1ص281

محدث فتویٰ